مسیحی نظریہ نجات

(نجات بالکفارہ)

"اور کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پاسکیں۔ (اعمال 4/12)

پادری اسلم برکت

ایم۔ اے۔ ایم ڈیو

2-امین کالونی، نارووال

توبہ

مسیحی نظریہ نجات

(نجات بالکفارہ)

÷ اور کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پاسکیں ÷ (اعمال 4/12)

لفظ "نجات" کا اشتقاق

حصول نجات کے مختلف نظریات

i۔ اختیاری نظریہ نجات

ii۔ جبری نظریہ نجات

iii۔ نیک اعمال کا نظریہ نجات

iv۔ توبہ محض کا نظریہ نجات

v۔ مسیحی نظریہ نجات

پادری

اسلم برکت

ایم اے ایم ڈیو

نام کتاب	مسیحی نظریہ نجات
مصنف	پادری اسلم برکت
ناشرین	کامران اسلم برکت ۔ فرہاد اسلم برکت
پرنٹرز	شانی منی پرنٹرز لاہور
بار	اشاعت اوّل
سال	2002ء
تعداد	ایک ہزار
کمپوزنگ	شان کمپوزنگ سنٹر نارووال
قیمت	20 روپے

ملنے کا پتہ: (۱) ولمر گارنٹی لمیٹیڈ 144 انارکلی لاہور

(۲) مشن ہاؤس نمبر 2، امین کالونی نارووال

Zahid Majeed

مسیحی نظریہ نجات

حوالہ اعمال 4/12

÷ اور کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں ÷

تمہید!

میرے عزیزو! اس آیت مقدسہ کے مطابق آج ہم انجیل مقدس کے مرکزی خیال مسیحی نظریہ نجات یعنی نجات بالکفارہ پر غور کریں گے۔

بائبل مقدس کا مرکزی مضمون ہی یہی ہے کہ "دنیا کی نجات یسوع مسیح کے وسیلے سے ہے"

(Heneritta C. Mears, What the Bible is all about, P. 1)

جس طرح گناہ کے وجود کو تمام دنیا تسلیم کرتی ہے اسی طرح اس سے چھٹکارے کو بھی تمام دنیا مانتی چلی آ رہی ہے لیکن اس چھٹکارے کو جسے عام فہم زبان میں نجات یا مخلصی کہا جاتا ہے کے متعلق دنیا میں مختلف نظریات ہیں جن پر خاص غور و خوص ہو گا جس میں مسیحی نظریہ نجات بھی شامل ہو گا۔

لفظ نجات کیا ہے؟ (Salvation)

اردو زبان میں استعمال ہونے والا لفظ نجات "دراصل عربی زبان کا لفظ ہے اور گرامر کی رو سے اسم مونث ہے جس کا مطلب ہے، رہائی، گناہ معاف ہونا" (فیروز سنز، فیروز اللغات، اردو جدید، ص 678)

"نجات کیلئے عبرانی لفظ یشوعاہ اور یونانی لفظ "سویتر یون" آیا ہے۔ بائبل مقدس میں لفظ "نجات" علم الٰہی کی مخصوص اصطلاح نہیں بلکہ اسے بری شے سے خواہ وہ مادی ہو یا

روحانی سے رہائی پانے کا نام ہے۔تاہم روحانی معانوں میں یہ وہ طریقہ کل ہے جسکے وسیلے سے انسان ان باتوں سے رہائی پاتا ہے جو اسے خدا کی اعلیٰ ترین برکات سے لطف اندوز ہونے سے روکتی ہیں اوران برکات سے حقیقتاً لطف اندوز ہوناہی نجات ہے۔

(پادری ڈاکٹر ایف ایس خیر اللہ ،قاموس الکتاب ،ص1028)

الغرض!

(i) نجات گناہ سے آزادی حاصل کرنے اور اصلی پاکیزہ حالت پر بحال ہونے اور تقرب الٰہی کے حصول کا نام ہے

(ii) نجات ایک بخشش اور معجزہ الٰہی ہے۔

(iii) نجات سے صرف بہشت کی خوشیاں ہی مراد نہیں بلکہ اسکے معانوں میں ناپاک طبیعت سے رہائی اور پاک طبیعت کا حصول بھی شامل ہے۔

مختلف نظریات حصول نجات:۔

دنیا جہان میں احساسِ گناہ کی ابتدا ہی سے گناہ سے رہائی اور قربت الٰہی کے حصول کیلئے مختلف نظریات وخیالات نے جنم لینا شروع کر دیا ازالہ گناہ اور حصول نجات کیلئے دنیا نے مختلف نظریات آپنائے اور قائم کیے مثلاً

1۔ اختیاری نظریہ نجات:

اس نظریہ کے تحت اقوام عالم نے ریفارمر پیدا کیے جنہوں نے دنیا کو گناہ سے باز رکھنے کیلئے کتب لکھیں۔سوسائیٹیاں اور قومی ومذہبی مجالس قائم کیں۔خداترس لوگوں نے بدی کے تخم کو مٹانے اور نیکی کے پودے کو دنیا میں لگانے کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔روزے رکھے گئے عبادات کی گئیں۔دل ہلا دینے والی تقاریر کی گئیں صرف اس لیے کہ بنی نوع انسان گناہ کی آہنی زنجیروں سے آزاد ہو کر نیکی اور راستبازی کی جستجو کرے اور حقیقی اخلاقی شائستگی کو حاصل کرے لیکن .

گناہ کے سیاہ داغوں سے دنیا کا دامن صاف نہ ہوا گناہ بیش از پیش موجود ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" اس نظریہ سے گناہ کا ازالہ اور نجات محال ہے۔

2۔ جبری نظریہ نجات:

اس نظریہ کے تحت سیکولر لیڈروں نے (بادشاہوں) اپنے زور بازو سے بدی کو اپنی سلطنتوں سے مٹانے کی کوششیں کیں۔ قوانین وضع کیے۔ محکمہ پولیس اور فوج کا اجراء ہوا ہتھکڑیاں اور بیڑیاں مجرموں کیلئے بنائی گئیں مجرموں کو سزائیں دی گئیں۔ یہاں جسم کو دکھ دیا گیا لیکن روحیں نہ بچ سکیں۔ نجات ملنا محال ہوئی۔ کلام مقدس میں آیا ہے "ان باتوں میں اپنی ایجاد کی ہوئی عبادت اور خاکساری اور جسمانی ریاضت کے اعتبار سے حکمت کی صورت تو ہے مگر جسمانی خواہشوں کے روکنے میں ان سے کچھ فائدہ نہیں" (کلسیوں 2/23)

پھر آیا ہے "دینداری کیلئے ریاضت کر۔ کیونکہ جسمانی ریاضت کا فائدہ کم ہے لیکن دینداری سب باتوں کیلئے فائدہ مند ہے اس لیے کہ اب کی اور آئندہ کی زندگی کا بھی وعدہ اسی کیلئے ہے" (1تم 4/7-8)

3۔ نظریہ نیک اعمال:۔

نیک کام کرنا انسان کیلئے ضروری ہیں خدا ان کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ ÷ تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں ÷ (متی 5/16)

÷ کیونکہ ہم اس کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں ان نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جنکو خدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا ÷ (افسیوں 2/10)

÷ نیک کام کرنا ہمارے لئے ضروری ہیں انہی سے خدا کی اپنی شبیہ پر بنائی ہوئی انسانی مخلوق ظاہر ہوتی ہے۔ نا کہ یہ نیک کام حصول نجات کی شرط ہیں۔ اگر اعمال حسنہ کو حصول نجات کی

شرط قرار دیا جائے تو اس صورت میں انسان سے شریعت کی کامل فرمانبرداری مطلوب ہے۔ ایسی کامل اور بے نقص نیکی جس میں گناہ کا قطعی امکان نہ ہو۔ اگر کوئی ایسا کرنے پر قادر ہو تو اس کو توبہ کی ذرا بھی ضرورت نہیں بلکہ وہ سیدھا ہی جنت میں جا سکتا ہے اور ایسے سے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ÷ تندرستوں کو حکیم درکار نہیں ÷ بلکہ نجات کو اس نے اپنی ذاتی قوت سے خود کما کر اپنا حق بنالیا ہے جس سے کوئی اسے محروم نہیں رکھ سکتا اور اسکے لئے خدا کا فضل جو مسیح ہے بیکار ہوا کیونکہ رومیوں 4/4 میں آیا ہے کہ ÷ انسان (بشر) اگر اعمال حسنہ سے نجات پاتا ہے تو خدا اسکے لئے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ نیک اعمال اسکے لئے شرط اور نجات مشروط ہیں۔ لیکن انجیل مقدس میں نجات شرط اور نیک اعمال مشروط ہیں۔ نیک اعمال سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ نجات حاصل ہونے سے نیک اعمال ہو سکتے ہیں۔ نجات کے معانی ہی گناہ کی قید سے آزاد ہونا ہے اس لئے جب تک گناہ کی طبعیت سے کامل رہائی نہ ملے نیک اعمال کرنا محال ٹھہرے گا۔ جب آدم حوا کا ایک گناہ اسے جنت میں داخل نہ کر سکا تو مدتوں تک طبائع انسانی کے ساتھ عناصر گناہ کے باہم تاثر و تاثیر اور ساتھ رہنے سے کہاں ممکن ہے کہ خطا کا پتلا انسان حقیقی نیکی کر سکے۔ انسان چند روز کے بخار کے بعد کہاں دو من وزن اٹھا سکتا ہے؟ اسی طرح ساری عمر گناہ کی دلدل میں رہنے سے عاجز بشر کسطرح نیک طبیعت حاصل کر سکتا ہے۔ "کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہیں آ سکتا" جون اور دسمبر کے مہینوں کو ملا کر کیسے ایک معتدل موسم پیدا ہو سکتا ہے؟ نا تو اعمال حسنہ سے اور نا ہی شریعت کے اعمال سے کوئی راستباز ٹھہرے گا۔ شریعت آئینہ تو ہے لیکن چہرہ کے داغ مٹانے سے قاصر ہے۔ شریعت ترازو تو ہے لیکن یہ وزن کی کمی بیشی دور نہیں کر سکتی۔ شریعت کو اگر کوئی مجرم پکڑ کر نعرے لگاتا پھرے کہ اسکی سزا معاف ہوگی ہے تو وہ غلطی پر ہے کیونکہ اسکے ہاتھ والی شریعت ہی اسے مجرم گردان کر سزا دے چکی ہے۔ سو نیکیوں یا اعمال حسنہ سے نجات نہیں ملتی۔ اس عقیدہ سے ہم اعمال حسنہ کو شرط اور نجات کو مشروط ٹھہراتے ہیں۔ لیکن در اصل نجات شرط اور اعمال حسنہ مشروط ہیں۔ یعنی نیک اعمال سے نجات نہیں ملتی بلکہ نجات حاصل ہونے سے نیک اعمال ہو سکتے ہیں

4 توبہ محض کا نظریہ :۔

اگر چہ حصول نجات میں توبہ کا مقام ضروری ہے تو بھی توبہ محض سے نجات محال ہے ۔توبہ اچھی ہے کہ گناہ سے منہ موڑ کر خدا کی طرف انسان پھرے خدا توبہ سے خوش ہوتا ہے اور توبہ کرنے والوں سے خوش بھی ہوتا ہے۔ دیکھیں۔ایوب 42/6 ۔یسعیاہ 55/7 ،حزقی ایل 23-18/21 ،یوایل 2-12/13 ، ملاکی 3/7،لوقا 15/7،اعمال 3/19، 2 کرنتھیوں 7/10 ،2 پطرس 3/9 وغیرہ-----

توبہ ایک ایسی چیز ہے جو خدا کے رحم و فضل کو جوش میں لاتی ہے۔لیکن اگر کوئی گناہ پر اس لئے کمر بستہ ہو جائے کہ وہ دم نزع توبہ کر کے نجات کا حقدار ہو جائیگا تو یہ ایک سنگین غلطی ہوگی ۔توبہ سابقہ غلطیوں پر پچھتانا اور آئندہ اس سے باز رہنے کا تہیہ کرنے کا نام ہے سو توبہ محض حصول نجات کیلئے کافی نہیں کیونکہ ایک نقیض دوسرے نقیض کی علت نہیں ہو سکتا۔ میں یہاں دو مثالیں دیتا ہوں۔

(1) فرض کریں ایک شخص قانون کشش ثقل سے اس صورت میں تجاوز کرے کہ کسی بلندی سے خود کو گرادے تو اسکی ٹانگ ٹوٹ جائیگی اب اگر وہ اپنے اس فعل پر شرمندہ ہو کر ایسے فعل سے آئندہ باز رہنے کا تہیہ کرے اور احتیاط برتے تو اس سے مزید نقصان نہیں ہوگا لیکن اسکا یہ تہیہ اسکی ٹوٹی ہوئی ٹانگ نہیں جوڑ سکتا۔سو توبہ محض سے گذشتہ گناہوں کا فدیہ نہیں ہو سکتا۔توبہ نجات کی ابتدا ہے انتہا نہیں بشرطیکہ توبہ حقیقی ہو کہ وہ آئندہ کوئی غلط کام نہیں کرے گا دیکھیں "پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ۔تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اسطرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں" (اعمال 3/19)

(2) فرض کریں ایک آدمی ایک ہزار روپے کا قرضدار ہے اور بوجہ غربت نہیں دے سکتا اور پچھتائے کہ کیوں قرض لیا؟ اس کا یہ پچھتاوا قرض دور نہیں کر سکتا صرف اسے آئندہ قرض لیتے سے باز رکھ سکتا ہے اور یہ قرض یا تو دے یا پھر معاف ہو اس طرح سے اسکی نجات ممکن ہے۔اسی لئے

آیا ہے "خداوند قہر کرنے میں دھیما اور قدرت میں بڑھکر ہے وہ مجرم کو ہرگز بری نہ کرے گا"۔

(ناحوم 1/3) تو یہ اچھی ہے لیکن ساتھ رحم ہو تو!

مسیحی نظریہ نجات:۔ خدا عادل اور رحیم ہے

اس نظریہ کو بیان کرنے سے پہلے ایک بات غور طلب ہے کہ خدا کا رحم وانصاف ساتھ ساتھ چلتے ہیں خدا کی تمام صفتیں ذاتی اور قدیم ہیں نا تو کتابی ہیں اور نا ہی حادثاتی وہ ایک صفت چھوڑ کر دوسری کو نہیں اپناتا جب وہ رحم کرتا ہے تو عدل نہیں چھوڑتا اسی لیے کلام پاک میں آیا ہے۔ "لیکن جو فخر کرتا ہے اس پر فخر کرے کہ وہ سمجھتا اور مجھے جانتا ہے کہ میں ہی خداوند ہوں جو دنیا میں شفقت وعدل اور راستبازی کو عمل میں لاتا ہوں کیونکہ میری خوشنودی ان ہی باتوں میں ہے خداوند فرماتا ہے" (یرمیاہ 9/24)

دنیا گنہگار ہے اگر خدا عدل کرے تو یہ بچ نہیں سکتی اور خدا جو رحیم ہے محبت ہے اسکی یہ رحم والی صفت متاثر ہوگی۔ اگر وہ رحم کر دے تو بے انصاف ٹھہرے گا۔ سو نجات کیلئے ضروری ہے کہ وہ عدل بھی کرے اور رحم بھی۔ سو رحم کیلئے کامل عادل ہونا شرط قطعی ہے اگر خدا انسان کے کل گناہوں کا بدلے لے تو یہ عدل ہی ہوگا اور اگر خدا بلا مبادلہ سب کو بری کر دے تو یہ رحم بلا عدل ہوگا اگر کچھ گناہوں کا خدا بدلہ لے اور کچھ معاف کر دے تو یہ نہ عدل کامل ہے اور نا ہی کامل رحم سو اس طرح ایک ہی صورت ہے کہ وہ تقاضا عدل بھی پورا کرے اور گنہگار پر رحیم بھی ہو۔ اس آخری سطر میں مسیحی نظریہ نجات پنہاں ہے اس کے علاوہ تمام نظریات نجات نامکمل ہیں اگر انکا راستی سے مطالعہ کیا جائے تو کسی نہ کسی طرح سے سقم رہ جائیگا جو نجات کے حصول میں رکاوٹ ہوگا اور نا ہی ہم پورے طور سے خداوند کو سمجھ سکیں گے۔

خدا کے رحم وعدل کو سمجھنے کیلئے چند مثالیں دیکھیں۔

☆ ایک بادشاہ تھا اس نے اپنی رعایا کو حکم دے رکھا تھا کہ میری سلطنت کی حدود میں کوئی

کالا کپڑا نہیں پہن سکتا جو پہنے گا اسے پانچ کوڑے مارے جائیں گے۔ایک دن اسکی والدہ نے جو بوڑھی تھی کالا دوپٹہ اوڑھ لیا کسی نے بادشاہ کو اطلاع دے دی کہ تیرا قانون تیری ماں نے توڑ دیا ہے بادشاہ نے اپنی والدہ کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔جب والدہ دربار میں آ رہی تھی ایک مجرم کی حیثیت سے تو بادشاہ اپنی کرسی سے (تخت) اٹھا۔نزدیک آنے پر والدہ کو کرسی پر بٹھایا اور خود زمین پر لیٹ گیا اور کہا کہ مجھے میرے قانون کے مطابق 5 کوڑے مارو۔ایسا ہی ہوا اس طرح سے بادشاہ نے رحم بھی کیا اور عدل بھی ماں کی عزت بھی کی اور اسے معاف بھی کیا اور اسکے حصے کی سزا خود برداشت کی خدا نے بھی ایسا ہی کیا اپنی دونوں صفتوں کو جو رحم اور عدل کی تھیں ہاتھ سے جانے نہ دیا اور دونوں صفتوں کو ساتھ ساتھ رکھ کر اپنے بیٹے ہمارے خداوند مسیح کو دنیا کے گناہوں کو اٹھانے اور ان پر رحم کرنے کیلئے دنیا میں دے دیا تا کہ اس کا تجسم گناہوں کو مٹانے، شیطان کے کاموں کو مٹانے، گناہ قبر اور موت پر فتح پانے اور دنیا کو بچانے کیلئے ناگزیر حقیقت تھا۔خدا کے عدل اور رحم کو ساتھ ساتھ رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ یا تو خدا انسان بن جائے یا انسان خدا بن جائے انسان سے تو یہ ناممکن ہے مگر خدا سے ممکن ہے اور تجسم ہی سے خالق نجات دہندہ بن گیا کیونکہ انسان کے گناہوں کو مٹانے کیلئے نا تو جانوروں اور نا ہی سونا چاندی مفید ہیں بلکہ انسان کی خاطر انسان ہی ہوتا ہے جو اسکا کفارہ دے اور وہ بھی بے گناہ انسان ہو اور یہ صرف اسکا بیٹا ہمارا خداوند مسیح ہی ہو سکتا ہے۔

☆ ایک شخص تھا جس کے پاس بہت سی بھیڑیں تھیں اور ان کو چرانے کیلئے اسکے پاس نوکر بھی تھے ایک دن ایسا ہوا کہ اس کے ریوڑ میں سے ایک بھیڑ کھو گئی مالک نے نوکروں کو اس کھوئی ہوئی بھیڑ کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔اس حکم کے تحت انہوں نے بہت ڈھونڈا لیکن بھیڑ نہ مل سکی مالک بہت پریشان تھا اس نے اس گم شدہ بھیڑ کو خود ڈھونڈنے کا تہیہ کیا۔اس نے بھیڑ کی کھال اوڑھی بھیڑ کی طرح چلتا رہا بھیڑ کی سی آواز اپنائی اور ایک غار میں ڈری دبکی یہ بھیڑ اسے بھی بھیڑ سمجھ کر اسکے پیچھے ہو لی وہ (مالک) بھیڑ کی طرح چلتا ہوا اپنے گھر آیا اور بھیڑ اسکے پیچھے چلتی ہوئی ریوڑ

خانہ میں داخل ہوگئی۔

بائین اسی طرح کھوئے ہوئے انسان کیلئے خدا کو انسان بننا پڑا تا کہ گم شدہ کو اصلی مقام پر لائے اور یہ انسان بے گناہ خداوند یسوع مسیح تھا جس نے صلیب پر ہماری کمزوریاں اٹھالیں۔فدیہ دیا اور ہمیں نجات دی۔

☆ خدا نے عدل و رحم کو قائم رکھنے کیلئے عمانوئیل (خدا ہمارے ساتھ) کی صورت میں خود کو زمین پر لے آیا تا کہ ہم نجات حاصل کریں۔افریقہ میں ایک چرچ تھا۔چھت کے اندرونی حصہ میں ایک شیشہ نصب تھا جو کوئی اس شیشہ کو دیکھتا اسے چرچ کی تمام چھت اور فرش نظر آتا تھا لیکن دیکھنے والے کی گردن اکڑ جاتی جس سے بڑی تکلیف ہوتی لوگوں نے محسوس کیا اور کہا کہ کیوں نہ چھت کا یہ شیشہ فرش پر نصب کر دیا جائے تا کہ یہاں سے چھت کا اندرونی حصہ نظر آئے اور تکلیف بھی نہ ہو سو ایسا ہی کیا گیا اور تمام مشکل حل ہوگئی بائین خدا نے اپنے بیٹے کو جو ازل سے اسکے ساتھ تھا۔زمین پر انسانوں کے درمیان اتار دیا تا کہ وہ انسانوں میں رہ کر انکو بچائے اور باپ تک انکی رسائی کرائے۔

سو حصول نجات کیلئے یا مسیحی نظریہ نجات کو سمجھنے کیلئے مسیح کے تجسم اور اسکی صلیب کی قربانی پر غور کرنا ہوگا۔انسان خود پاکیزگی غیر فانی خوشی اور نجات حاصل نہیں کر سکتا ایک دفعہ خداوند یسوع مسیح نے انسانی کوشش کو حصول نجات کیلئے ناکافی ثابت کیا تو لوگوں نے کہا کہ "پھر کون نجات پاسکتا ہے۔ "تو آپ نے فرمایا" یہ آدمیوں سے تو نہیں ہوسکتا لیکن خدا سے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ خدا سے یہ سب کچھ ہوسکتا ہے"۔ (لوقا 18/27) اسی بات کو خدا نے اپنایا کہ وہ عادل بھی رہے اور رحیم بھی ہو اور انسان نجات بھی پائے سو خدا نے اپنے بیٹے یسوع مسیح کو ہماری خاطر صلیب پر دے دیا۔مسیح کا تجسم مسیحی نظریہ نجات کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔پھر مسیح یسوع مصلوب ہوئے۔"ان گناہوں کے باعث جو پیشتر سے ہوئے اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی"۔اور جو مسیح کی کفارہ بخش موت پر ایمان لاتا ہے کہ یہ میرے لیے ہوئی تو وہ نجات پاتا ہے

☆ بذریعہ تناسخ حقیقی نجات اس لئے محال ہے کہ اسکا تمام تر دارومدار اعمال پر ہے لیکن عمل سے پہلے قوت عمل درکار ہوتی ہے۔

☆ تزکیہ نفس اور ریاضت جسمانی سے نجات کا حصول محال ہے۔

☆ اعمال حسنہ سے نجات کا حصول محال ہے۔ اس سے اعمال حسنہ کو شرط اور نجات کو مشروط ٹھہرانا پڑے گا جبکہ ہمیشہ خدائی اصول یہ ہے کہ اعمال حسنہ مشروط اور نجات شرط ہے یعنی نجات حاصل ہونے سے نیک اعمال ہو سکتے ہیں۔

☆ توبہ محض حصول نجات کیلئے ضروری ہے لیکن اس سے نجات نہیں مل سکتی انسان خدا کی صفاتِ عدل ورحم کوملحوظ رکھتے ہوئے اپنی نجات کا خود بندوبست نہیں کر سکتا۔

☆ قسری ملاپ سے انسان کی فعل مختاری قائم نہیں رہتی لہذا نجات کے حصول کا یہ طریقہ بھی مکمل نہیں۔

☆ طبعی موافقت نجات کیلئے ضروری ہے لیکن پاک طبیعت کو حاصل کرنا انسان کی دسترس سے باہر ہے۔

☆ نجات بالکفارہ (مسیحی نظریہ نجات) حصول نجات کیلئے درست اور آخری معقول طریقہ ہے۔

آئیں مسیح کی کفارہ بخش موت پر جو ہمارے لیے تھی ایمان لائیں اور نجات پائیں کلام پاک کیا خوب فرماتا ہے "اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پاسکیں"۔ (اعمال 4/12)

تنکوں کی مشعلوں سے راہ ڈھونڈتے رہے

اور آفتابِ حق کو دھویں سے چھپا دیا